پیغمبر اسلام کا پیغام امن و سلام

مولانا زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی قاضی شہر خطیب جامع مسجد میرٹھ

فتنہ و فساد کی ان اندھیری گھٹاؤں میں، جبکہ افق پر کوئی ستارۂ امید نظر نہیں آتا۔ ظلم و طغیان کی ان ہولناک موجوں میں جبکہ کشتی مراد پاش پاش ہوکر آخری جھکولے کھا رہی ہے، نومیدی و یاس کے ان جھکڑوں میں جبکہ گلشن آرزو کی آخری کلیاں بھی بکھر گئی ہیں، آپ کو زمانہ جاہلیت کا صحیح تصور کرنے میں زیادہ مشکل پیش نہ آئیگی آیئے تاریخ کی سوئی کو چودہ سو سال پیچھے گردش دے دیں۔

دنیائے جاہلیت | یہ ایران ہے، یہاں فحاشی و زناکاری جزو دینی بنادی گئی ہے، "دین مزدکی" نے عصمت و عفت کی چادر انسانیت کے چہرہ سے اتار پھینکی ہے عوام کی بہو بیٹیوں کی عزت، امراء کی شہوت پرستی کے ہاتھوں کا کھلونا بن رہی ہے

یہ یونان ہے، یہاں غلاموں کو انسانیت کے ابتدائی "حق زندگی" سے بھی محروم کردیا گیا ہے۔ آقاؤں کی پیشانی کی ہر شکن ان کے لئے زنجیر پا بن سکتی ہے ذرا ذرا سے قصوروں پر بھپرے ہوئے شیروں کے سامنے ڈال دینا، اور غلاموں کی ہڈیوں کے گوشت سے جدا ہونے کا منظر دیکھنا ارکان حکومت کا ایک دلچسپ تماشا ہے۔ کمزور بچوں کو بھی یہاں زندہ رہنے کا حق نہیں ہے، پہاڑ کی چوٹی سے غار کی گہرائی تک ان کی منزل زندگی کو مختصر کردیا گیا ہے۔

یہ ہندوستان ہے، یہاں انسان کو چار ذاتوں میں تقسیم کرکے حقوقِ انسانیت کو صرف تین ذاتوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے، بیچارہ اچھوت مذہبی کتابوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اور عبادت گاہوں میں قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔

یہ ارضِ فلسطین ہے یہاں یہودیوں نے نحن ابناء اللہ واحباءہٗ کا نعرہ لگایا ہے بنی اسرائیل ہی ان کے زعم میں خدا کے لاڈلے بیٹے ہیں اور کسی کو اس کے فضل و کرم کے سفرۂ عام سے ایک ریزہ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں۔

پھر اصولِ انسانیت کی اس تحقیر، اور اخلاق و مدنیت کی اس تذلیل ہی پر بس نہیں۔ بلکہ فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ انسانیت کے وجود ہی کو ختم کر دیا جائے۔

ارضِ فلسطین یہودیوں اور عیسائیوں کے خون سے لالہ زار ہو رہی ہے نصرانی حکومت یہودیوں کے ساتھ غلاموں کا سا برتاؤ کرتی ہے، یہودیوں کا ملی وجود تسلیم کرنے سے اس نے انکار کر دیا ہے ان کو یہ اجازت نہیں کہ اپنے شعائرِ مذہبی کو آزادانہ انجام دے سکیں۔ یہودیوں نے شہر "صور" کا محاصرہ کرکے ہزاروں عیسائیوں کو تہِ تیغ کر دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ "جنگ روم و ایران" میں ایرانیوں کے ہاتھوں قید ہونے والے اسی ہزار عیسائی قیدیوں کو خرید کر ان کے خون سے اپنی آتشِ انتقام کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو سرد کیا ہے (محمد المثل الکامل جاد مولیٰ بک المصری)

مدائن سے قسطنطنیہ تک کی سرزمین وقت کی دو سب سے بڑی شہنشاہیتوں کی جوع الارض کا لقمہ بنی ہوئی ہے، تہذیب پامال ہو رہی ہے، شرافت سر پیٹ رہی ہے، انسانیت خون کے آنسو رو رہی ہے مگر شہنشاہیت کا سر پرِ غرور اونچا ہو رہا ہے اور وہ ان بربادیوں کو دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔ آبادیاں اجڑ رہی ہیں، گھر لٹ ر۔

ہیں، کھیتیاں پامال ہو رہی ہیں مگر انسانوں کی کھوپڑیوں پر قصر قیصری وایوان کسریٰ کی شان دار بنیادیں اٹھائی جا رہی ہیں۔

"عرب" سرزمین حرم کا حال نہ صرف یہ کہ بہتر نہیں، بلکہ سب سے بدتر ہے ایام العرب کا ایک سلسلہ ہے جو خون کی موجوں کی طرح سارے جزیرہ میں پھیلا ہوا ہے۔ جنگ و جدال، قتل و خون، سلب و نہب مایۂ فخر و ناز ہے، امن و اطمینان، آرام و سکون باعث شرم و عار، قمار بازی فخر کی بات ہے، شراب نوشی عزت نفس کی دلیل ہے، زناکاری قابل تحسین کارنامہ ہے، معصوم بچوں کو زندہ درگور کر دینا عظمت و شرافت کا ثبوت ہے۔

ادب جاہلی کی شہادت | اگر یہ صحیح ہے کہ ہر زمانہ کا لٹریچر، اس زمانہ کی تہذیب و اخلاق کا آئینہ ہوتا ہے تو سنئے! بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شاعر کہتا ہے۔

انا محیوک یا سلمی فحیینا وان سقیت کرام الناس فاسقینا

اے سلمی (معشوقہ شاعر) ہم تجھے سلام کرتے ہیں تو بھی ہمیں سلام کر اور اگر تو سرداران قوم کی تواضع شراب سے کرتی ہے تو ہمیں بھی شراب پلا۔

ایک دوسرا شاعر جھوم کر کہتا ہے:۔

الا ھبی بصحنک فاصبحینا ولا تبقی خمور الاندرینا

ہاں، اپنا شراب کا پیالہ لے کر اٹھ اے محبوبہ اور ہمیں صبوحی پلا۔ اور دیکھ اندرین کی شرابوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔

ایک اور شاعر ابو کبیر ہذلی فخریہ بیان کرتا ہے:۔

ممن حملن بہ وھن عواقد حُبُک النطاق فشب غیر مھبل

میں ان جوانوں میں سے ہوں جن کی ماؤں سے زبردستی ہمبستری کی گئی لہذا وہ جوان

ہوتے اس حال میں کہ بھرپور بدن کے ہیں۔

اور رئیس الشعراء امرؤ القیس نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ومثلک حبلیٰ قد طرقت ومرضع فالهیتها عن ذی تمائم محول

اور تجھ جیسی بہت سی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں ہیں جن کے پاس میں

رات کے آخری حصے میں پہنچا اور انھیں اپنے شیرخوار بچوں سے غافل کر دیا۔

وہ اک بنی ہمثل مازنی اپنی ہوس جنگ کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

اذا استنجدوا لم یسالو من دعاهم لایة حرب ام بای مکان

میں ان بہادروں میں سے ہوں جب کوئی ان سے مدد مانگتا ہے تو وہ یہ نہیں

پوچھتے کہ کس جنگ کے لئے اور کہاں

حصین بن ہمام مری کہتا ہے:۔

نفلق هاما من رجال اعزة علینا وان کانوا اعق واظلما

ہم ذی عزت لوگوں کے سروں کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں اگر یہ وہ بڑے ظالم و جابر ہوں

بنی عقیل کا ایک شاعر اپنے عزیزوں کو خطاب کر کے کہتا ہے:۔

ونبکی حین نقتلکم علیکم ونقتلکم کانا لانبالی

ہم تمہیں قتل کر دینے کے بعد تم پر روتے ہیں مگر جب قتل کرتے ہیں تو کوئی پروا

نہیں کرتے۔

سوار بنی مضرب سعدی کہتا ہے:۔

وانی لا ازال اخا حرب اذا لم اجن کنت مجن جان

میں ہمیشہ لڑائیوں میں گھرا رہتا ہوں، اگر خود ظلم نہیں کرتا تو ظالموں کا سپر بن جاتا ہوں۔

ندائے صفا | ظلم وستم، جور وجفا، قتل وغارت، سلب ونہب، عیاشی وفحاشی، عشرت پسندی وشہوت پرستی کی اس دنیا میں یکایک ایک صدائے حق بلند ہوتی ہے۔ خداوند قدوس کا ایک مقدس بندہ "حرا" کی خلوت راز سے باہر آتا ہے اور صفا کی چوٹیوں پر کھڑے ہوکر اعلان کرتا ہے:۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي	اے افراد نسل انسانی، تم (اخوت ومحبت
خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ	کے رشتہ کو توڑنے ہو) اپنے اس پروردگار
مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا	سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک اصل سے
رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً	پیدا کیا اور اسی سے اس کے جوڑے کو پیدا

کیا پھر ان دونوں کی نسل سے گروہ در گروہ مرد اور عورتیں پیدا کیں (جو سطح ارضی کے مختلف حصوں میں پھیل گئی)

جب تمہارا پیدا کرنے والا ایک ہے، تمہاری اصل ونسل ایک ہے، تمہاری حقیقت وماہیت ایک ہے تو پھر، ملک ووطن کی حدبندی سے، رنگ وروپ کے فرق سے، غربت وامارت کے امتیاز سے یہ تزاحم وتصادم کیوں؟

اس آیۃ کے ذیل میں صاحب روح البیان لکھتے ہیں:۔

تقویٰ کے حکم کو جو اس واقعہ پر مرتب کیا گیا تو اس واسطے کہ یہاں انسانوں کو اپنے اہل خاندان اور اپنے ابنائے جنس کے حقوق کی حفاظت کے بارہ میں خداوند جل وعلیٰ سے ڈرنے کا حکم دینا تھا اور اس واقعہ کو اس کی تمہید بنانا تھا۔ گویا کہ یہ فرمایا گیا

"اے انسانو! جس پروردگار نے تم سب کو ایک سلسلہ میں جکڑ دیا ہے اور ایک جڑ کی مختلف شاخیں بنا دیا ہے اس پروردگار سے تعلقات باہمی کے حقوق کی ذمہ داری کے بارہ میں ڈرو۔ ان حقوق کا پورا پورا خیال رکھو اور ان سے غافل نہ ہو" (روح البیان دوم ص۱۵۹)

پھر چونکہ خطاب تمام کائنات انسانیت سے کرنا تھا اور سب کو ایک اخوۃ انسانیہ کے رشتہ میں جکڑنا تھا لہٰذا قرآن کریم نے "نفس واحدۃ" فرمایا آدم نہیں فرمایا اس لیے کہ مختلف اقوام و ملل کے درمیان انسانی گھرانے کے جد اعلیٰ کے متعلق اختلاف رائے ہے یہود اور جمہور اہل اسلام نسل انسانی کی ابتدا آدم (علیہ السلام) سے مانتے ہیں بعض دوسری قومیں دوسری شخصیتوں کا نام لیتی ہیں۔ مثلاً اہل ہند برہما کو زنجیر انسانیت کی پہلی کڑی بتاتے ہیں۔ حکمار مغرب چند اصول کو خاندان انسانیت کا مبدأ قرار دیتے ہیں (تفسیر المنار سورۃ النساء)

بہر حال اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ "حقیقت انسانیت" تمام انسانوں کے درمیان مشترک ہے لہٰذا قرآن کریم اس وحدت حقیقت ہی کی طرف متوجہ کرکے ان سے باہمی الفت و محبت کا مطالبہ کرتا ہے اور کسی شخصیت کی تعیین کرکے دعوۃ اخوۃ کو محدود نہیں کرنا چاہتا۔

پھر اس نے بتایا کہ تم معرفت و شناخت کی آسانی کے لئے خاندانوں اور کنبوں کی حد بندیاں قایم رکھ سکتے ہو مگر انھیں کسی طرح عزت و ذلت، برتری و کمتری کا معیار نہیں بنا سکتے، عزت و ذلت اور برتری و کمتری کا معیار تو صرف ایک ہے اور وہ ہے تقویٰ و پرہیزگاری کی زندگی اور بس!

وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ

تم کو خاندانوں اور قبیلوں میں اس لئے تقسیم کر دیا ہے کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو ورنہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے

اس نے اعلان کر دیا کہ اگر حقیقی بلندی و برتری کی تمنا ہے تو اس کا طریقہ صرف ایک ہے اپنے معبود حقیقی کے سامنے نیازمندانہ جھک جاؤ، اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں انھیں خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو، اس کے کمزور اور ستم رسیدہ بندوں کی مدد کرو اور برائی کو بھلائی کے ساتھ دفع کرو۔

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ

اور جن لوگوں نے راہ خدا میں ہر تکلیف پر صبر کیا، نمازوں کو ان کے آداب کے ساتھ ادا کرتے رہے اور جو کچھ ہم نے انھیں رزق دیا اس میں سے کچھ پوشیدہ و علانیہ ہماری راہ میں خرچ کرتے رہے اور برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے رہے تو یاد رکھو یہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت کا بہتر ٹھکانا ہے

اس نے دشمنوں کے ساتھ بھی، محبت کا سلوک کرنے کا حکم دیا اور بتایا کہ اگر کوئی ایسا کر سکے تو یہ نیکی و سعادتمندی کا اونچا مقام ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ، فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقّٰهَا

نیکی اور بدی کا درجہ برابر نہیں ہو سکتا، برائی کا جواب اچھائی کے ساتھ دو، اگر تم نے یہ طرز عمل اختیار کیا تو تم دیکھو گے کہ اچانک تمہارا دشمن تمہارا دلی دوست

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا — بن گیا ہے البتہ انسانیت کے اس بلند
إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ — مقام پر وہی پہنچ سکتا ہے جو اپنے نفس
پر قابو رکھے اور جس کی قسمت میں نیکی وسعادت کا حظ عظیم ہو۔

اس نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ظلم وشقاوت کی دنیا کو امن وسعادت کا گہوارہ بنانے کے لئے دنیا میں بدامنی وخوں ریزی کے جو اسباب ہو سکتے ہیں ایک ایک کرکے ان کو ختم کیا۔

شہنشاہیت | دنیا میں فتنہ وفساد کا بڑا سرچشمہ "شہنشاہیت" رہا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ قصر شاہی کی آبادی ورونق کے لیے رعیت کی جھونپڑیاں ہمیشہ اُجڑتی رہی ہیں۔ خدا کی زمین اس کے بندوں کے خون سے اس لئے سیراب ہوتی رہی ہے تاکہ بادشاہوں کا نخل آرزو برگ وبار لائے۔ پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے سب سے پہلے فتنہ کی اس جڑ کو صاف کیا

وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا — اللہ خدا کو چھوڑ کر، ایک انسان دوسرے
مِنْ دُونِ اللَّهِ — انسان کو اپنا پروردگار قرار نہ دے
دنیا خدا کا ملک ہے اور حکم بھی یہاں خدا ہی کا جاری ہوگا۔

لَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ — اس کی سلطنت میں کوئی شریک نہیں حکم
إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ — صرف خدا ہی کا چل سکتا ہے۔

یہاں تک کہ جب وفد بنی عامر نے آپ سے کہا اَنْتَ سَيِّدُنَا آپ ہمارے سردار ہیں تو آپ نے جواب دیا السید اللہ تبارک وتعالیٰ سردار تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اس پر ان لوگوں نے عرض کیا بہرحال شرف وعزت میں تو آپ ہم سے بلند

وبرتر ہی ہی تو آپ نے جواب دیا ہاں یہ تم کہہ سکتے ہو۔

اسی لئے اس وقت کی شہنشاہیت کے مظہر اتم، اور آقائیت کے مجسمہ کامل "کسریٰ" کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:۔

اذا مات کسریٰ لا کسریٰ بعدہٗ — اس خاندان کسروی کے بعد اب اور کسریٰ نہ ہوگا۔

سرمایہ داری | سرمایہ داری بھی امن عالم کے لئے بڑا فتنہ رہی ہے۔ ساہوکاروں کی مجلس نشاط کا ساغر احمری ہمیشہ غریبوں اور مزدوروں کے خون سے تیار ہوتا رہا ہے پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے زبان وحی ترجمان سے انسانی سوسائٹی کا ایسا نقشہ کھینچا جس میں ہر انسان کو خدا کے پیدا کیے ہوئے وسائل معیشت سے استفادہ کا موقع دیا گیا اور جد وجہد کے بعد جو کچھ حاصل ہوا اس میں اس کا حق ملکیت وانفاق بھی تسلیم کیا گیا مگر طرق اکتساب وانفاق پر ایسی پابندیاں عائد کر دیں جس سے دولت چند افراد کا سرمایہ بن کر نہ رہ جائے

کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ — یہ اس لئے کیا گیا تاکہ دولت تمہارے سرمایہ داروں میں ہی گردش کرتی نہ رہ جائے

جو لوگ اسلام کے اس عادلانہ نظام معیشت سے بغاوت کریں اس کے ممنوعہ طریقوں سے دولت جمع کریں، ذاتی تعیش وتنعم پر اسے خرچ کریں اور سوسائٹی کے محتاج وضرورتمند طبقہ کو اس سے محروم رکھیں ان کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا اور ان کو عذاب الیم کی بشارت دی گئی۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ — جو لوگ چاندی سونے کے خزانے جمع کرتے

وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ	ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ	کرتے تو آپ انھیں عذاب الیم کی بشارت دیجئے
إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ	بے محل دولت کا استعمال کرنے والے
الشَّيَاطِينِ	شیطان کے بھائی ہیں

سرمایہ داری کے دو بڑے مظاہر ساہوکاری اور جاگیرداری ہیں۔ اسلام نے احتکار اکتناز اور اس کے وسائل سود، قمار وغیرہ کو ممنوع قرار دے کر اور وراثت، زکوٰۃ عشر وغیرہ تقسیم دولت کی صورتوں کو لازمی قرار دے کر، ان دونوں کے پنپنے کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔

وطنیت وطنیت بھی ہمیشہ سے ایک ایسا بت رہی ہے جس پر ہزارہا انسانوں کے سروں کے چڑھاوے چڑھتے رہے ہیں" جرمنی " جرمنوں کے لئے ہے، انگلستان انگریزوں کے لئے ہے، ہندوستان ہندوستانیوں کے لئے ہے یہ ایسے نعرے ہیں کہ آج بھی جن سے دنیا کی فضا گونج رہی ہے اگر ان نعروں کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی طاقتور قوموں کو یہ حق نہیں کہ وہ کمزور قوموں کے اسباب حصول دولت پر اپنی طاقت کے بل بوتے پر قابض ہو جائیں تو یہ نعرے درست ہیں، لیکن اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ ملک اور وطن کے نام پر خدا کی مخلوق میں منافرت پیدا کی جائے اور خدا کے بندوں کو اس کی پیدا کی ہوئی زمین کے کسی حصہ سے جائز طریقوں سے فائدہ اٹھانے سے روکا جائے تو اس سلسلہ میں پیغمبر اسلام کا اعلان یہ ہے

لا فضل لعربی علی عجمی ولا	عربی النسل کو عجمی النسل پر اور سرخ رنگ
لاحمر علی اسود کلکم من آدم	والے کو کالے رنگ والے پر کوئی فوقیت نہیں

وآدم من تراب — حاصل نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام کا مایہ خمیر مٹی ہے۔

لَیَدَ عن رجال فخرھم باقوام — لوگ اپنی قوموں پر فخر کرنا چھوڑ دیں ایسا
انما ھم فحم من فحم جھنم — کرنے والے جہنم کا کوئلہ بنیں گے۔
لیس منا من دعا الی عصبیۃ — وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے عصبیت
ان الارض للہ — کا نعرہ لگایا۔ زمین اللہ ہی کی ہے۔
وجعلنا لکم فیھا معائش — ہم نے تم سب کے لئے زمین میں سامان معیشت پیدا کر دئے ہیں۔

مذہبی منافرت | مذہب کے نام پر بھی، جو دنیا میں امن وصلح کا پیغام ہونا چاہئے، جنگ وجدل کے نعرے بلند ہوتے رہے ہیں بعثت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقت بھی فضا ان نعروں سے گونج رہی تھی۔ بقول علامہ سید سلیمان ندوی:۔

"ہندوستان کے رشیوں اور منیوں نے آریہ ورت سے باہر خدا کی آواز کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی تھی ان کے نزدیک پرمیشر صرف پاک آریہ ورت کے باشندوں کی بھلائی چاہتا تھا خدا کی رہنمائی کا عطیہ صرف اسی ملک اور انہیں کے بعض خاندانوں کے لئے محفوظ تھا زردشت خاک ایران کی پاک نژاد کے سوا اور کہیں خدا کی آواز نہیں سنتا تھا۔ بنی اسرائیل اپنے خاندان سے باہر کسی رسول اور نبی کی بعثت اور ظہور کا حق نہیں سمجھتے تھے۔ یہ پیغام محمدی ہی ہے جس نے پورب پچھم اتر دکن ہر طرف خدا کی آواز سنی اور بتایا کہ خدا کی رہنمائی کے لئے ملک قوم اور زبان کی تخصیص

نہیں۔ اس کی نگاہ میں فلسطین، ایران، ہندوستان اور عرب سب برابر ہے ہر جگہ اس کے پیغام کی بالسری اور ہر طرف اس کی رہنمائی کا نور چمکا"

قرآن کریم نے اس زمانہ کے ارباب مذہب کے تسنع و غرب کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى	یہودی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا دین بے
عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى	بنیاد ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودیوں
لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ	کا دین بے اصل ہے حالانکہ دونوں کے
يَتْلُونَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ	پاس اللہ کی کتاب ہے اور وہ اسے پڑھتے
الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ	ہیں۔ ایسی ہی بات ان لوگوں نے بھی کہی

جو مقدس کتابوں کا علم نہیں رکھتے۔

پھر ان مذہبی گروہوں کے ان غلط خیالات کی تردید اس طرح فرمائی:۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ	کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی خدا کے
وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا	عذاب سے ڈرانے والا نہ آیا ہو اور بلاشبہ
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ	ہم نے دنیا کی ہر قوم میں ایک پیغمبر مبعوث

کیا جس کا پیغام یہ تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کرتے رہو اور شیطان سے بچتے رہو۔

پھر حکم دیا گیا کہ پیغام محمدی کے ہر قبول کرنے والے کے لئے، تمام پچھلے پیغمبروں اور ان کے صحیفوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس اقرار کے بغیر کوئی شخص مسلم نہیں تسلیم کیا جا سکتا۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ	پرہیزگار وہ ہیں جو قرآن کریم پر ایمان رکھتے

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ — ہیں اور ان تمام کتابوں پر جو اس سے پہلے اتریں۔

پھر خدا کے ان مقدس بندوں میں نبی ہونے کے لحاظ سے، کسی قسم کا فرق کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ — (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والے) سب ایمان لائے اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ اور اقرار کیا کہ ہم اس کے رسولوں میں کوئی فرق نہیں کرتے۔

قرآن کریم نے اعلان کردیا کہ شمع نبوت کی یہ روشنی جو آج عرب کے ذروں کو جگمگا رہی ہے کوئی نئی روشنی نہیں، بلکہ مختلف عہدوں میں یہی روشنی، زیتون کے مرغزاروں کو اور ہمالیہ کے کہساروں کو بھی روشن کرچکی ہے اور اب "پیغام محمدیؐ" کے نظر افروز فانوس میں ساری دنیا کو دعوت تماشا دے رہی ہے اور جمال حقیقت اور چشم شوق کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں چھوڑ رہی۔

بے شک آفتاب نبوت اپنی عالم افروز اور جہاں تاب کرنوں کو دنیا کے چپہ چپہ میں بکھیرتا ہوا طلوع ہوچکا ہے، اس لئے ڈوبے ہوئے چاند اور تاروں سے رہنمائی کی جستجو بیکار ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ — در حقیقت دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے

آفتاب تازہ پیدا بطن گیتی سے ہوا
آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک

تاہم آفتاب کا کام یہ ہے کہ وہ اندھیرے کو دور کردے اور دنیا کو روشنی سے

معمور کر دے، لیکن اگر کوئی چادر میں منہ چھپا کر بیٹھ جائے اور روشنی سے فائدہ اٹھانا پسند نہ کرے تو اس کی چادر کو کھینچ کر اتار پھینکنا آفتاب کا کام نہیں۔

نورِ اسلام نے اپنی ظلمت پاش شعاعوں سے، حق و باطل، معروف و منکر، طاعت و معصیت، عدل و ظلم میں امتیاز پیدا کر دیا۔ ہر شخص کے لئے جس کو دیدۂ بصیرت حاصل ہے اب یہ ممکن ہے کہ وہ صراطِ مستقیم کی شاہراہ پر چل کر منزلِ حقیقت کا سراغ پالے لیکن اگر کوئی عقل کا اندھا کفر و طغیان کی گھاٹیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنا پسند کرے تو اس پر کوئی جبر نہیں

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ — دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں، کیونکہ حق اور باطل میں کھلا امتیاز قایم ہو چکا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ — ہم نے یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لئے آپ پر سچائی کے ساتھ اتاری ہے سو جس کسی نے راہ ہدایت قبول کی تو اپنے فائدے کے لئے اور جس کسی نے گمراہی اختیار کی تو اپنے نقصان کے لئے اور اے پیغمبر آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔

ایک اور جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوشِ دعوت کی مزاحمت کی جاتی۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ — اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو زمین پر سب بسنے والے ایمان لے آتے (لیکن اس کی حکمت کا یہ تقاضا نہیں) تو پھر کیا تم لوگوں کو مجبور کرو گے کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

ں اللہ ، اگر کوئی فرد یا گروہ صداقت کی اس روشنی ہی کو گل کر دینا چاہتا ہے، یا دوسرا
اس سے جبراً استفادہ نہ کرنے دے، تو بے شک اس کی مزاحمت کی جائے گی
شخص کو اختیار ہے کہ اپنی آنکھیں بند کر لے اور ٹھوکر کھا کر گر پڑے مگر دوسروں
آنکھوں پر پٹی باندھنے کا حق کسی کو نہیں۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ	کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو منہ سے
بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ	پھونکیں مار مار کر بجھا دیں مگر اللہ تعالیٰ کا
كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ	فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا

وہ کافر اسے پسند نہ کریں۔

انتقام در انتقام | انتقام در انتقام کا چکر کبھی ہمیشہ دنیا میں خون کے طوفان برپا کرتا رہا
ہے۔ خود جزیرۃ العرب بعثت محمدی سے پہلے اس طوفان کی موجوں میں گھرا ہوا تھا
چراگاہوں میں، میلوں میں، یا شاعری کی مجلسوں میں کسی بات پر مجھڑپ ہو جاتی تھی
تو سیکڑوں تلواریں نیام سے تڑپ کر نکل آتی تھیں اور پھر برسوں اور قرنوں تک
ان کی برقِ انسانی جاری رہتی تھی۔

انتقام کے اس مجنونانہ جذبہ میں، مجرم و غیر مجرم اور حق و ناحق کا کوئی فرق
باقی نہ رہتا تھا اسلام نے سب سے پہلے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ خدا کی مخلوق
کے درمیان پیدا ہونے والے جھگڑوں کا فیصلہ خدا ہی کے مقرر کردہ قانون کے مطابق
اس حکومت کے ذریعہ ہونا چاہئے جو اس قانون کے نفاذ کے لئے قائم ہوئی ہو۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ	حکومت اور فیصلہ کا حق صرف خدا ہی کو

حاصل ہے۔

ایسی حکومت کے ارباب بست وکشاد کے یہ اوصاف بیان فرمائے گئے ہیں

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ — یہ وہ جماعت ہے کہ اگر ہم انھیں زمین پر
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا — صاحب اقتدار بنا دیں تو ان کا کام یہ ہوگا
بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ — کہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کریں، بھلائی
کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لینے کا کسی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی حق نہیں دیا گیا چنانچہ جب اسلام کے نامور خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابولولو نامی ایک غلام نے جفینہ نصرانی اور ہرمزان پارسی کی سازش سے شہید کر دیا اور جوش غضب میں وارفتہ ہو کر عبید اللہ بن عمر نے اپنے باپ کے انتقام میں ہرمزان کو تہ تیغ کر دیا تو قائم مقام خلیفہ حضرت صہیب کے حکم سے انھیں فوراً گرفتار کر لیا گیا اور جب تک ان کی طرف سے دیت ادا نہ کر دی گئی رہائی نہ ہو سکی۔

پھر ایک عام حکم دیا گیا کہ دشمن ہوں یا دوست، اپنے ہوں یا غیر، مسلمانوں کو چاہئے کہ کسی سے بھی برتاؤ کرتے وقت عدل و انصاف کا سررشتہ ہاتھ سے نہ دیں۔

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَنْ — کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس سے بے انصافی
لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ — پر آمادہ نہ کر دے عدل کو ہاتھ سے نہ دو کہ وہ
لِلتَّقْوٰی — پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ہر شخص قانون کے دائرہ میں رہ کر قانون کے ذریعہ جو زیادتی اس پر کی گئی ہے اس کا بدلہ لے سکتا ہے

فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا — جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی

عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ کر سکتے ہو جتنی اس نے تم پر کی ہے۔
پھر بھی عفو و درگزر اور رحمت و مغفرت کا درجہ بلند ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بڑا اجر ہے:-

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ — اور درحقیقت جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو بے شبہ یہ بڑی ہمت کا کام ہے

فَمَنْ عَفٰى وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ — اور جس نے معاف کیا اور صلح کی راہ اختیار کی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے

خود جناب رسول اکرم صلعم کی حیات طیبہ اس آیت مبارکہ کی عملی تفسیر ہے۔ دشمنوں نے آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، آپ کو گالیاں دیں، آپ کو دیوانہ و مجنون کہا، آپ کا مذاق اڑایا، آپ کے راستہ میں کانٹے بچھائے، آپ کے جسم اطہر پر نجاست پھینکی، آپ کی پیشانی انور کو زخمی کیا، آپ کے قتل کی سازش کی اور آخر کار محض اس جرم میں کہ آپ خدا کے گھر میں خدا کا نام کیوں لیتے ہیں آپ کو راتوں رات مکہ سے نکل کر مدینہ جانے پر مجبور کر دیا اور پھر وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ بار بار قتل کی سازشیں کی گئیں، عہد نامے توڑے گئے، بدر، احد اور خندق کے معرکے برپا کئے گئے لیکن جب قدرت کے امتحان کی مدت ختم ہوئی اور رب العزت کے دست انتقام کو جنبش ہوئی یہی مجبور و مقہور ستم دیدہ و جفا کشیدہ "مہاجر" اسی کعبہ میں جہاں سے انہیں رب کعبہ کا نام لینے اور اس کی بارگاہ نیاز میں سر جھکانے کی بھی اجازت نہ تھی، اس شان سے داخل ہوا کہ ہزار ہا گردنیں اس کے سامنے عاجزانہ جھکی ہوئی تھیں ہزار ہا زبانیں اس کی عظمت و سطوت کا اعتراف کر رہی تھیں اور ہزار ہا کان اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے لئے اس کی جنبش لب پر لگے ہوئے

تھے، تو تمہیں معلوم ہے کہ اس نے اپنے جان و مال، عزت و آبرو، دین و ایمان کے دشمنوں کے متعلق کس فیصلہ کا اعلان کیا؟ اس نے اعلان کیا:۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ	آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے، جاؤ تم سب آزاد ہو جو چاہو کرو

استیلاء کامل کے بعد یہ پہلا پیغام امن و سلام تھا پھر حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں جو امت کے نام آپ کا آخری پیغام تھا آپ نے جنگ کے دیوتا اور انتقام کے بھوت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پابہ زنجیر کر دیا آپ نے فرمایا:۔

الا ان کل شئ من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ واول دم اضعہ من دماءنا دم ابن ربیعہ	سنو، میں جاہلیت کی تمام رسمیں اپنے پاؤں تلے کچل دیتا ہوں اور انتقام خون کی رسم بھی اپنے پاؤں تلے کچلتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے بھائی ربیعہ ہی کے خون کے مطالبہ کو ختم کرتا ہوں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خلق عظیم اور ذکر جمیل آج تیرہ سو سال گذرنے کے بعد بھی دنیا کی امن پسند اور صلح جو قوموں کے لئے ایک منارۂ روشنی ہے۔ ہر قوم و ملت کا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا آدمی اس روشنی میں اخلاق و انسانیت اور صلح و امن کی گم شدہ منزل کا سراغ پا سکتا ہے چنانچہ اگر ہر امن پسند اور صلح جو کے لئے فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ (جس کسی نے عفو و صلح کی راہ اختیار کی تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے) کی بشارت سنائی گئی تو آپ کو وان لک لاجرا غیر ممنون وانک لعلی خلق عظیم (آپ کے لئے ایسا اجر ہے جس کا سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں کیونکہ آپ کا اخلاق نہایت بلند ہے) کی کرامت عطا فرمائی گئی۔ اس لئے کہ:۔

من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا	جس کسی نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اسے ان سب لوگوں کے برابر ثواب ملے گا جو اس طریقہ کو اختیار کریں گے

فصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وبارک وسلم